

۳۔ خواجہ حمید الدین شاہد (پروفیسر)

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور کے نام و سلاخہ میں پروفیسر خواجہ حمید الدین شاہد کا نام نامی بہت نمایاں ہیں۔ انھوں نے زور صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دینی اور دکنیات کو اپنی فکر و نظر کی جولان گاہ بنایا تھا۔ وہ ۱۹۳۰ء سے ”ادارہ ادبیات اردو“ حیدرآباد کے ترجمان ماہ نامہ ”سب رس“ کے کم و بیش بارہ سال تک مدیر رہے۔ ۱۹۳۸ء میں انھوں نے صاحبزادہ محمد علی خاں میکش کے اشتراک سے ”سب رس“ کا ضخیم اقبال نمبر بھی نکالا تھا جو اردو دنیا کا سب سے پہلا اقبال نمبر تھا۔

شاہد صاحب کی ولادت ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو حیدرآباد میں ہوئی وہ خواجہ شجاع الدین کے فرزند تھے۔ دارالعلوم حیدرآباد سے انھوں نے ۱۹۳۵ء میں میٹرک کا امتحان کامیاب کیا۔ ایم۔ اے کی سند جامعہ عثمانیہ سے ۱۹۳۴ء میں حاصل کی۔ ابتداً انھوں نے سنٹرل اسکول آف کامرس میں اردو لکچرر کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۳۷ء میں چادرگھاٹ کالج میں اردو کے لکچرر کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوا جہاں شاہد صاحب نے کم و بیش ۱۲ سال تک خدمات انجام دیں۔

۱۹۵۹ء میں وہ کراچی (پاکستان) منتقل ہو گئے لیکن حیدرآباد کی یاد ان کے دل میں آخری سانس تک باقی رہی۔ کراچی میں بھی انھوں نے حیدرآباد کی یادوں کو زندہ رکھنے کے لئے ”ایوان اردو“ کے نام سے ایک ادارہ اور سب رس کے عنوان سے ایک ماہ نامہ جاری کیا تھا۔ اپنے کتب خانے میں انھوں نے دینی ادب سے متعلق مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع کیا جس میں مجھے ہزار سے زائد مخطوطات اور مطبوعات موجود تھیں۔

کراچی پہنچنے کے بعد خواجہ صاحب تقریباً ۱۶ سال تک ”ترقی اردو بورڈ“ کراچی سے وابستہ رہے۔ حیدرآباد میں بھی انھوں نے تصنیف و تالیف کا کام انجام دیا تھا اور کراچی میں بھی ان کی کتابیں اور مقالے چھپتے رہے۔

خواجہ حمید الدین صاحب کی ایک درجن سے زائد کتابیں چھپ چکی ہیں۔ چند کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔
سرگذشت حیدرآباد (۱۹۳۰ء)۔ ادبی مطالعے (۱۹۵۶ء)۔ مثنوی تصویر جاناں (۱۹۵۷ء)۔ رسالہ محمود خوش دہان (۱۹۵۹ء)۔ حکیم اشعر احقرت امجد حیدرآبادی (۱۹۹۵ء)

میری کتابوں پر خاکسار کے نام خواجہ صاحب نے متعدد خطوط لکھے تھے جن میں سے صرف چار دستیاب ہوئے ہیں۔ ”سب رس“ کراچی میں تیسرے شائع ہوئے مزید برآں ان کے رسالے میں احقر کے تحقیقی مضامین اور منظومات بھی تواتر کے ساتھ چھپتی رہیں۔

راقم کو خواجہ صاحب سے ملنے کا موقع نہیں ملا۔ ان کے خطوط اس بات کے شاہد ہیں کہ وہ مجھ سے ملنے کا اشتیاق رکھتے تھے لیکن قدرت کو یہ منظور نہیں تھا۔ موصوف نے ۲۳ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔

(۱)

ایوان اردو،

ڈی ۱۳۳/بی، جیورہ، کراچی۔ ۳۳

یکم اکتوبر ۱۹۸۷ء

محی الدین محمد علی اثر صاحب زادہ لطفہ

آداب عرض ہے۔

آپ کا کرم نامہ اور دکنی ادب کا کارنامہ ”دکنی کی تین مثنویاں“ دونوں مجھے مل گئے۔ ساتھ ہی ڈاکٹر مرزا اکبر علی بیک صاحب ل کی کتاب ”محمد عزیز مرزا“ بھی ملی۔ اعلیٰ تنقید کے لئے میں سراپا سپاس ہوں۔ بہت دن ہوئے مجھے آپ کی وہ تینوں کتابیں غالباً ملی تھیں جن کا آپ نے اپنے مکتوب میں ذکر کیا ہے۔ اب میں نے کتب خانے کے رجسٹر میں تلاش کیا تو صرف ”دبستان گولکنڈہ“ درج ہے۔ دوسری کتابوں کو میں تلاش کروں گا۔ یا میں نے کسی کو تبرہ کرنے دی تھی، واپس نہیں آئی۔ آپ نے دکنی زبان و ادب کی تحقیق پر قابل قدر کام انجام دیا ہے اور ابھی کئی اور کام آپ کے پیش نظر ہیں۔ آپ قابل مبارکباد ہیں کہ استاد محترم ڈاکٹر زور مرحوم کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور ان کے سچے جانشین بننے کا آپ ہی کو حق پہنچتا ہے۔ میں اور میرے ساتھی زیادہ کام نہ کر سکے اور اب عمر کی اس منزل میں ہیں کہ حافظہ، اعصاب اور قوت جواب دے سکی ہے۔ آپ نوجوان ہیں، علم و ادب کے رسیا ہیں اور ذوقی عمل سر تا پا موزن ہے۔ کام کیے جائیے یہاں تک کہ آپ تھک جائیں۔

ہر وقت نیا طور نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

میں انشاء اللہ ”سب رس“ میں تبرہ شائع کروں گا۔ سب رس آپ کو ملتا رہے گا۔ آپ دکنی ادب پر سب رس کے لئے مضامین ضرور بھیجئے۔ یہاں کے لوگوں کو دکنی ادب سے روشناس کرنا ہے۔ دکنی مضامین کو یہاں کے اہل علم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ زیر ترتیب کتب کو جلد شائع کیجئے لیکن چھپنے سے پہلے خوب چھان بین کر کے عمدہ چیز پیش کرنی چاہیے۔ میرے دل میں آپ کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ میں جب وہاں آیا تھا تو اہل حیدر آباد نے اپنی شرافت اور خلوص و محبت سے مجھے اپنا بندہ بے دام بنالیا تھا۔ روز جلسہ اور دعوت۔ ملنے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ میرے وطن کے پیاروں نے مجھے بہت پیار دیا۔ اللہ ان سب کو سلامت اور خوش حال رکھے آمین ثم آمین۔

مجھے آپ سے اور چند دوستوں سے ملنے کی تمنا تھی لیکن مجھے موقع نہ مل سکا۔ ڈاکٹر رشید موسوی صاحبہ اور حمایت اللہ صاحب نے میرے لئے بڑی زحمات اٹھائیں۔ اپنی موٹر میں لئے لئے پھرتے رہے۔ میں ان کو اور کیا ستاتا۔ کیسے کہتا کہ فلاں کے پاس لے چلو فلاں سے ملاقات کراؤ۔ مجھے علم نہ ہو سکا کہ آپ اس وقت علیٰ تھے۔ اگر مجھے آپ فون کر دیتے تو میں سر کے بل چل کر آپ تک پہنچ جاتا۔ مجھے تو آپ ایسے لائق نوجوانوں سے عشق ہے اور یہی چیز میں نے اپنے استاد محترم سے سیکھی ہے۔ انشاء اللہ یا رزندہ محبت باقی است۔

اللہ پاک آپ کو اور آپ کی بیگم کو صحت و عافیت کے ساتھ خوش و خرم اور کامراں و بامداد رکھے آمین۔

مخلص دعا گو و طالب دعا

شاد

(پس نوشت) اب میں زیادہ کام نہیں کر سکتا۔ تھکن ہو جاتی ہے۔ ۱۲ سال قبل دل کا حملہ ہو چکا ہے مگر اللہ کے فضل سے اب تک زندہ ہوں۔ بعض وقت ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ خط لکھنا بھی بار ہوتا ہے۔

ہاں آپ فدائی! پر کام کر رہے ہیں۔ مجھے ایک بیاض میں ان کی تین غزلیں ملی ہیں، ان کے مقطّعی لکھ رہا ہوں۔
 ہو کر جن دیوانہ کسوت اپس پو کر خاک تجھ واسطاً فدائی ہو بے اختیار آیا
 مذہب میں بے خوداں کے کاں ہے خودی فدائی زہاد مشرکاں کوں کرنا معلوم کیا ہے
 چندیں ہزار عالم محرومی ہو چلے ہیں بختاں کہ تجھ فدائی ازلی برات دیکھیا
 (تذکرہ مخطوطات جلد دوم اور چہارم ص ۶۶ اور ۲۲۷ پر شاہ فدائی حسین فدائی کا ذکر ہے)

میرے پاس ”قصہ منصور از اخوند میاں“ کا مخطوطہ ہے۔ یہ مثنوی غالباً ۱۱۰۰ھ کی ہے۔ آپ ذرا اس کی کھوج لگائیں۔ مجھے اس کا اب تک یہ نہیں چل سکا۔ میرے پاس ”سراپا“ کا مخطوطہ ہے۔ یہ سراپا کونجی کا ہے جو آصف جاہی دور کے کسی شاعر نے لکھا ہے۔ شاعر کا تخلص نہیں ہے۔ غالباً یہ بھی نارائن تحقیق کا ہمعصر ہے۔

(۲)

ایوان اردو،

۱۱ نومبر ۱۹۸۸ء

ڈی ۱۳۳ بلاک بی، تیورہ، کراچی۔ ۳۳

محی وعزیزی ڈاکٹر محمد علی اطال اللہ عمرہ

سلام مسنون۔ مزاج گرامی

آپ کا کرنامہ سکتے ہیں ۲۶ اکتوبر مجھے ۳۴ نومبر کو مل گیا۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ ستمبر کا ”سب رس“ زیر طبع تھا۔ اس لئے جواب دینے میں تاخیر ہو گئی، معذرت خواہ ہوں۔ فروری، جولائی، اگست اور ستمبر کے (۳) پرچے بھیج رہا ہوں۔ آپ کی غزل خوب ہے، آئندہ شمارے میں شائع کروں گا۔ شکاگو کے مشاعرے میں آپ نے شرکت کی ہوگی۔ سامعین نے اس غزل کو ضرور پسند کیا ہوگا۔ جمیل الدین عالی صاحب شاید اپنی سرکاری مصروفیات کی وجہ سے وہاں نہ پہنچ سکے ہوں۔ دلاورنگا کو صرف ایک جگہ کے مشاعرے کے بارے میں لکھا تھا اور ہوائی جہاز کا ٹکٹ کسی اور مقام کا بھیجا۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے وہ بھی یہاں سے نہ جاسکے۔ ڈاکٹر بیروزہ قاسم صاحب امیرے قریبی دوست اور بہت اچھے شاعر ہیں۔ آپ ان سے ضرور ملے ہوں گے۔

یہ آپ نے اچھا کیا کہ علاج کے لئے امریکہ آ گئے۔ آپ کو تو بہت پہلے یہ کام کرنا چاہیے تھا۔ آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں، ہمت نہ ہاریں اور اپنا علاج جاری رکھیں انشاء اللہ جلد صحت ہو جائے گی۔ میں آپ کی صحت کے لئے دست بدعا ہوں۔ آپ ایسے لائق نوجوانوں کی اردو زبان و ادب کو بہت ضرورت ہے۔ اللہ پاک آپ کو سلامت اور قائم و دائم رکھے۔ آمین۔ حسن چشتی صاحب ۷ سے رابطہ ہو تو میرا سلام کہیے۔ میں ان کو سب رس بھیجتا ہوں۔

آپ وہاں کامل صحت ہونے تک رہیے۔ جلد واپسی کا ارادہ نہ کیجیے۔ اپنی خیریت کی خوش خبری سے مسرور فرمائیے۔ آپ کا خط آنے پر نیا پرچہ بھیجوں گا۔

دعا گو اور طالب دعا

خواجه حمید الدین شاہد